علماء کی بدعملی پر عتاب خداوندی
مصلح الامت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ
مکتبہ وصیۃ العلوم الٰہ آباد

علماء کی بدعملی پر عتاب خداوندی

پہلے اپنی تکمیل ضروری ہے

فرمایا کہ —— حق سبحانہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتَابَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔

کیا غضب ہے کہ کہتے ہو لوگوں کو نیک کام کرنے کو اور اپنی خبر نہیں لیتے حالانکہ تم کتاب الٰہی پڑھتے رہتے ہو (اور کتاب الٰہی کا علم رکھتے ہو) تو کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے۔

اس میں اللہ تعالیٰ نے علماء یہود کی ایک گمراہی پر سخت نکیر فرمائی ہے اور چونکہ ان کی یہ گمراہی سبب بنتی تھی عوام کی گمراہی کا اس لئے اس پر شدید زجر و توبیخ کے ساتھ کلام فرمایا ہے۔ جی چاہتا ہے کہ اس آیت کی مفصل تفسیر مفسرین کے کلام سے بیان کردی جائے اور قرآن شریف کے صحیح مفہوم کا سمجھنا چونکہ بدون مراجعت حدیث کے تقریباً ناممکن ہے اس لئے اس آیت کی تفسیر سے متعلق جو مضمون احادیث میں آیا ہے اس کو بھی نقل کردینا چاہتا ہوں تاکہ طلباء کو اس آیت کے متعلق کچھ معلومات ہوجائے اور جس امر پر حق تعالیٰ نے اس قدر زجر و توبیخ فرمائی ہے اس کی حقیقت پیش نظر ہوجائے چنانچہ اس آیت کے متعلق علامہ بیضاوی لکھتے ہیں۔

والاٰية ناعية علیٰ من يعظ غيره ولا يتعظ بنفسه سوء صنيعه وخبث نفسه وان فعله فعل الجاهل بالشرع اوالاحمق الخالی عن العقل فالجامع بينهما تابی عنه شكيته والمراد بها حث الواعظ علیٰ تزكية

النفس والاقبال عليها بالتكميل لتقوم فيقيم غيره لا منع الفاسق عن الوعظ

اس آیت میں مذمت بیان کی گئی ہے اس شخص کے فعل کی اور خبث نفس کی جو دوسروں کو تو واعظ کہے اور خود نصیحت پذیر نہ ہو اور یہ کہ اس شخص کا فعل مانند اس کے ہے جو شرع سے جاہل ہو یا احمق ہو جو عقل سے بالکل کورا ہو کیونکہ جو شخص شرع اور عقل کا جامع ہوگا اس کی طبیعت ایسے امور سے انکار وا باء کرے گی۔ بہر حال مراد اس سے واعظ کو اپنے نفس کی اصلاح اور اس کی تکمیل کی جانب متوجہ کرنا ہے تا کہ پہلے خود ٹھیک ہوئے تب دوسروں کو ٹھیک کرے۔ باقی فاسق کو وعظ سے منع کرنا مقصود نہیں۔

فاسق بھی وعظ کہہ سکتا ہے؟

بیضاویؒ نے یہ بالکل صحیح فرمایا کہ اس آیت میں واعظ کو ابھارا اور آمادہ کیا گیا ہے کہ پہلے وہ اپنے نفس کی جانب متوجہ ہو کر اپنے کو درست کرے تا کہ دوسروں کو درست کر سکے اور آگے علامہ بیضاویؒ نے یہ جو فرمایا لَا مَنْعُ الْفَاسِقِ عَنِ الْوَعْظ (یعنی فاسق کو وعظ سے روکنا مقصود نہیں ہے) یہ بھی درست ہے لیکن اس کے بعد میں یہ کہتا ہوں:

لا منع الفاسق عن الوعظ (بل المنع والزجر عن الفسق فی حالة الامر بالمعروف لان هذا الصنیع سوء لان عادته مفض الی ضررین ضرر لازمی وضرر تعدی الاول عائد الی نفسه والثانی الیٰ غیره الناس یقتدونه فی هذا الصنیع فیکون ضلالة عامة شائعة هذا سبب ضلالة الیهود.)

یعنی اس آیت میں فاسق کو وعظ کہنے سے تو نہیں روکا گیا ہے اور کیوں روکا جائے جب کہ وہ کوئی بری چیز نہیں ہے کیونکہ نیک کام کرنے کا حکم دینا ایک اچھی چیز ہے تو کسی اچھی بات سے کیوں منع کیا جائے؟ دو اچھی چیزوں میں سے آدمی اگر ایک کو انجام نہ دے رہا ہو تو دوسرے کو بھی چھوڑ دے یہ کیوں؟

اسی کو آگے علامہ بیضاویؒ فرماتے ہیں۔

فان الاخلال باحد الامرين المامور بهما لا یوجب الاخلال بالأخر.

یعنی دو مامور بہا چیزوں میں سے ایک کی کوتاہی دوسرے کی کوتاہی کو بھی واجب نہیں کرتی۔

تو یہ تو بالکل ظاہر بات ہے کہ فاسق کو وعظ سے منع کرنا مقصود نہیں لیکن حالت امر بالمعروف میں اس کے فسق پر زجر اور اس کو فاسق رہنے سے ضرور منع کیا گیا ہے اس لئے کہ یہ عادت نہایت قبیح اور مذموم ہے کیونکہ اس بات کی عادت کا ثمرہ دو قسم کے ضرر کا مثمر ہوگا ایک ضرر تو ہے لازمی اور دوسرا متعدی۔ اول ضرر خود اس واعظ کی جانب راجع ہوگا اور ثانی دوسرے لوگوں کی جانب اس طور پر کہ اور دوسرے لوگ اس عادت میں اس کی اقتداء کریں گے یعنی خود بھی اسی کی طرح امر بالمعروف کریں گے اور فاسق بھی رہیں گے پس گمراہی عام ہو جائے گی یہود کی گمراہی کا سبب یہی ہوا تھا کہ ان کے پاس صرف قول ہی قول رہ گیا تھا فعل سے وہ بالکل عاری تھے علم تھا عمل سے خالی تھے گویا آسان کو تو لے لیا تھا اور مشکل کو چھوڑ دیا تھا شیریں کو اختیار کر رکھا تھا اور تلخ کو ترک کر دیا تھا۔

اس آیت کا مدلول صریح یہ ہے کہ آمر بالبر (نیک کاموں کا حکم دینے والے اور دوسروں کو نیکی کی تلقین کرنے والے) کو ترک عمل پر ممانعت اور زجر ہے تو صاف مطلب یہ ہوا کہ نیکی کا حکم کرنے کے ساتھ عمل بھی کرنا ضروری ہے دونوں ہی کو کرنا لازم ہے یہ مطلب کیسے ہوا کہ عمل جب نہ ہو رہا ہو تو امر بالبر (نیک کام کرنے کا حکم دینا) بھی جائز نہ ہو اس لئے اِس کو بھی ترک کردے اس صورت میں تو دونوں چھوٹ گئے عمل پہلے ہی سے چھوٹا ہوا تھا اب امر بالبر بھی ترک ہو گیا۔ جب دو چیزوں کے کرنے کا حکم ہے تو اس سے دونوں چیزوں کے ترک کا حکم کیسے سمجھ لیا گیا یہ تو خلاف مقصود باری تعالیٰ ہے۔

رہا فاسق کو وعظ یا امر بالبر کی اجازت یا ممانعت یہ مستقل مسئلہ محل نظر ہے اس پر ہم بعد میں کلام کرتے ہیں۔

بدعملی کے باوجود وعظ کی شرعی حیثیت

آیت کی تفسیر تو علامہ بیضاوی کے کلام سے معلوم ہو گئی لیکن اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ کی تفسیر میں

صاحب روح المعانی نے نہایت عمدہ کلام کیا ہے اس لئے ہم اس کو بھی یہاں درج کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ:

والمعنی افلا عقل لکم یمنعکم عما تعملون سوء خاتمته وو خامة عاقبته او افلا تعقلون قبح صنیعکم شرعاً لمخالفة ماتتلونه فی التوراة وعقلاً لکونه جمعا بین المتنافین فان المقصود من الامر بالبر الاحسان والامتثال والزجر عن المعصیة ونسیانهم انفسهم ینافی کل هذه الاغراض ولا نزاع فی کون قبح الجمع بین ذالک عقلا بمعنی کونه باطلاً.

افلا تعقلون کا مطلب یہ ہے کہ کیا تم لوگوں کے عقل نہیں ہے جو اس چیز کے کرنے سے تم کو باز رکھے جس کے برے انجام اور خراب عاقبت سے تم واقف ہو یا معنی یہ ہیں کہ کیا تم اپنے اس فعل کا شرعاً قبیح ہونا۔ اس لئے کہ تم جو کچھ توراۃ میں پڑھتے ہو یہ اس کے خلاف ہے۔ نیز عقلاً خلاف ہونا کیونکہ یہ جمع بین المتنافیین ہے اس کو نہیں سمجھتے اور یہ اس لئے کہ مقصود بالبر (یعنی دوسروں کو بھلائی اور نیکی کی ترغیب وتلقین) سے احسان ہے اور امتثال حکم ہے نیز معصیت سے زجر کرنا ہے اور ان کا خود اپنے آپ کو بھلانا ان تمام اغراض کے منافی ہے اور ان دونوں کا جمع عقلاً قبیح بمعنی باطل ہونے میں کسی کو کلام نہیں۔

ولا حجة فیها لمن زعم انه لیس للعاصی ان یأمر بالمعروف وینهی عن المنکر لان التوبیخ علیٰ جمع الامرین بالنظر للثانی فقط لا منع الفاسق عن الوعظ فان النهی عن المنکر لازم ولو لمرتکبه فان ترک النهی ذنب وارتکابه ذنب آخر واخلاله باحدهما لایلزم منه الاخلال بالآخر.

اور اس آیت میں ان لوگوں کے لئے دلیل نہیں ہے جو یہ کہتے ہیں کہ فاسق کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا جائز نہیں ہے اس لئے کہ اس میں دونوں امر

کے مجموعہ پر جو توبیخ ہے وہ فقط ثانی کی رو سے ہے فاسق کو وعظ سے نہیں منع کیا گیا ہے کیونکہ منکر سے منع کرنا لازم ہے اگر چہ منکر (وہ خود) کا مرتکب ہوا اس لئے کہ ترک نہی ایک گناہ ہے اور اس معصیت کا کرنا دوسرا گناہ ہے۔ پس ایک کے نہ کرنے کے لئے دوسرے کا بھی نہ کرنا کیوں لازم ہو۔

ثم ان هذا التوبيخ والتقريع وان كان خطاباً لبني اسرائيل الا انه عام من حيث المعنى لكل واعظ يامر ولا يأتمر و يزجرو لا ينزجرينا دى الناس البدار البدار ويرضى لنفسه التخلف والبوار يدعو الخلق الى الحق وينفرعنه ويطالب العوام بالحقائق ولايشم ريحها منه وهذا هو الذى يبدأ بعذابه قبل عبدة الاوثان ويعظم ما يلقى لوفور تقصيره يوم لا حاكم الاالملك الديان.

پس اس زجرو توبیخ کے مخاطب اگر چہ بنی اسرائیل ہیں مگر یہ از روئے معنی عام ہے ہر اس واعظ کے لئے جو امر بالمعروف کرے اور خود عمل نہ کرے اور دوسروں کو زجر کرے اور خود اس کا اثر نہ لے لوگوں کو تو بلاوے کہ جلدی کرو جلدی کرو اور خود اپنے نفس کے لئے تخلف (پیچھے رہنے) اور بوار (یعنی ہلاکت) کو پسند کرے مخلوق کو تو حق کی جانب دعوت دے اور خود اس سے نفرت رکھے۔ عوام سے حقائق کا مطالبہ کرے اور خود اس کو اس کی بو بھی نہ پہنچی ہو یہی وہ شخص ہے کہ بت پرستوں سے پہلے اس کو عذاب دیا جائے گا اور بہت بڑا وہ عذاب ہوگا جس سے یہ ملاقات کرے گا اس دن جس دن کہ ملک دیان کے سوا کوئی اور حاکم نہ ہوگا اور یہ اس لئے کہ اس کی تقصیر بھی بڑی تھی۔

وعن محمد بن واسع قال بلغنى ان اناسا من اهل الجنة اطلعوا على الناس من اهل النار فقالوا لهم قد كنتم تأمروننا باشياء عملنا ها فد خلنا الجنة قالوا كنا نأمركم بها ونخالف الىٰ غيرها. (روح المعانی ۲۲۷ ج ۱)

محمد بن واسع سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی کہ اہل جنت میں

سے بہت سے لوگ اہل دوزخ کے کچھ لوگوں کو دیکھ کر ان سے کہیں گے تم تو (دنیا میں) ہمیں چند چیزوں کا حکم کرتے تھے اور ہم نے ان پر عمل کیا جس کی وجہ سے جنت میں داخل ہوگئے (اور تمہارا یہ حال کیوں ہے؟) وہ لوگ جواب دیں گے کہ ہاں ہم تم کو تو حکم کرتے تھے لیکن خود اس کے خلاف عمل کرتے تھے۔

صاحب روح المعانی کے فرمانے کا حاصل یہ ہے کہ جو شخص دوسروں کو تو نیک کام کے لئے کہتا ہو اور خود اس کو نہ کرتا ہو تو اس کا یہ فعل شرعاً بھی خلاف اور عقلاً بھی اور یہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق حدیث شریف میں وعید آئی ہے۔

علامہ ابن کثیرؒ کی تفسیر

ان دونوں مفسروں کے کلام سے آیت کی تو مکمل تفسیر ہو چکی جس کے بعد اب مزید کسی تفسیر کی حاجت نہ تھی لیکن تفسیر ابن کثیر میں چونکہ روایات زیادہ ہیں اس لئے اہل علم کی مزید بصیرت کے لئے ہم اس کا بھی کچھ اقتباس یہاں نقل کرتے ہیں۔ وھو ہذا۔

قال اللہ تعالیٰ "اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ يقول تعالیٰ كيف يليق لكم يا معشر اهل الكتاب انتم تأمرون الناس بالبر وهو جماع الخيران تنسوا انفسكم فلا تأتمرون بما تأمرون الناس به وانتم مع ذلك تتلون الكتاب وتعلمون مافيه على من قصر في او امر الله افلا تعلقون ماانتم صانعون بانفسكم فتنتبهوا من رقدتكم وتتبصروا من عمايتكم.

حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے اہل کتاب کی جماعت کیونکر تمہارے لائق یہ بات ہوئی کہ باوجود اس کے کہ تم دوسروں کو نیکیوں کا حکم بھی کرتے ہو (جو کہ سب خیرات کی جامع ہے) کہ اپنے نفسوں کو بھلا دیتے ہو یعنی اس کو ان چیزوں کا امر نہیں کرتے جن کا دوسروں کو حکم کرتے ہو نیز اس کے ساتھ یہ بات بھی ہے کہ تم لوگ کتاب (توراۃ) بھی پڑھتے ہو اس میں جو وعیدیں اللہ تعالیٰ کے احکام میں کوتاہی کرنے والوں کے لئے وارد ہوئی ہیں ان سے بھی تم خوب واقف ہو تو کیا اپنے نفسوں کے

ساتھ تمہارا جو معاملہ ہے اس کی (قباحت اور شناعت) کو بھی تم نہیں سمجھتے تاکہ اپنے خواب (غفلت) سے بیدار ہو جاؤ اور اپنے اندھے پن کو خود دیکھو۔

قال ابو الدرداء لایفقه الرجل کل الفقه حتی یمقت الناس فی ذات الله ثم یرجع الی نفسه فیکون لها اشد مقتاً۔

حضرت ابو الدرداءؓ فرماتے ہیں کہ انسان کامل فقیہ ہو نہیں سکتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں لوگوں پر جب غصہ کرے تو پھر اپنے نفس کی جانب لوٹے اور اس پر ان سے زیادہ غصہ کرے۔

والغرض ان الله تعالیٰ ذمهم علی هذا الصنیع وینههم علیٰ خطئهم فی حق انفسهم حیث کانوا یأمرون بالخیر ولا یفعلونه ولیس المراد ذمهم علی امرهم بالبر مع ترکهم له بل علی ترکهم له فان الامر بالمعروف معروف وهو واجب علی العالم ولکن الواجب والاولیٰ بالعالم ان یفعله مع من امرهم به ولا یتخلف عنهم کما قال شعیبؑ (وَمَا اُرِیۡدُ اَنۡ اُخَالِفَکُمۡ اِلٰی مَا اَنۡهَاکُمۡ عَنۡهُ اِنۡ اُرِیۡدُ اِلَّا الۡاِصۡلَاحَ مَا اسۡتَطَعۡتُ وَمَا تَوۡفِیۡقِیۡ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَیۡهِ تَوَکَّلۡتُ وَاِلَیۡهِ اُنِیۡبُ)

اور غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس صنیع کی مذمت فرمائی ہے اور اپنے نفس کے بارے میں ان سے جو چوک ہوئی تھی اس پر تنبیہ فرمائی ہے کیونکہ وہ دوسروں کو تو بھلائی کا حکم کرتے تھے اور خود اس کام کو نہیں کرتے تھے اور مقصود یہاں ان کے امر بالبر پر نکیر فرمانا (درانحالیکہ خود اس کے تارک تھے) نہیں ہے بلکہ ان کے ترک عمل بالبر (نیکیوں پر عمل پیرا نہ ہونے) پر نکیر ہے اس لئے کہ عمل بالمعروف معروف اور اچھا کام ہے جو کہ عالم پر واجب ہی ہے لیکن (اس کے ساتھ ہی) عالم پر یہ بھی واجب ہے اور عالم کے زیادہ شایان شان ہے کہ وہ جب دوسروں کو حکم کر رہا ہے تو خود بھی اس کو کرے اور عمل میں دوسروں سے پیچھے نہ رہے جیسا کہ شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ تم کو منع کر کے خود اس

ممانعت کے خلاف کام کروں میں تو اپنی استطاعت بھر اصلاح کرنا چاہتا ہوں اور میری توفیق صرف اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے ہے اسی پر میں بھروسہ کرتا ہوں اور اسی کی جانب رجوع ہوتا ہوں۔

فكل من الامر بالمعروف وفعله واجب لايسقط احدهما بترك الآخر علىٰ اصح قولي العلماء من السلف والخلف.

حاصل یہ کہ امر بالمعروف اور عمل بالمعروف دونوں ہی واجب ہیں ان دونوں میں سے کسی ایک کے ترک سے دوسرا ساقط نہ ہوگا علماء سلف وخلف کے دو اقوال میں سے اصح قول یہی ہے۔

وذهب بعضهم الىٰ ان مرتكب المعاصي لاينهىٰ غيرهٗ عنها وهٰذا ضعيف واضعف منه تمسكهم بهٰذه الآية فانه لاحجة لهم فيها والصحيح ان العالم يامربالمعروف وان لم يفعلهٗ وينهىٰ عن المنكر وان ارتكبه.

اور بعض لوگ اس طرف بھی گئے ہیں کہ مرتکب معاصی دوسرے کو بھی نہ منع کرے۔ لیکن یہ مذہب ضعیف ہے اور اس سے بڑھ کر ضعیف یہ ہے کہ یہ لوگ اسی آیت سے استدلال کریں کیونکہ اس آیت میں اس امر پر ان کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے۔ صحیح یہ ہے کہ عالم امر بالمعروف کرسکتا ہے اگرچہ خود اس کام کو نہ کرتا ہو اور منکر سے منع بھی کرسکتا ہے گو خود اس امر کا مرتکب بھی ہو۔

قال مالك عن ربيعه سمعت سعيد بن الجبير يقول لو كان المرء لا يامر بالمعروف ولاينهىٰ عن المنكر حتى لايكون فيه شئى ما امر احد بمعروف ولا نهى عن منكر . قال مالك وصدق من ذا الذى ليس فيه شئى؟

حضرت امام مالکؒ حضرت ربیعہؒ سے نقل فرماتے ہیں کہ انھوں نے حضرت سعیدؒ بن جبیر کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر انسان اس وقت تک امر بالمعروف اور نہی عن

المنکر نہ کرے یہاں تک کہ اس کے اندر خود کوئی بھی برائی باقی نہ رہ جائے تو پھر تو کوئی شخص بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہیں کرسکتا حضرت مالکؒ فرماتے ہیں واقعی سچ ہے کون شخص ہے جس کے اندر برائی موجود نہیں ہے۔

دیکھئے یہاں صاحب تفسیر ابن کثیر نے فاسق کے وعظ کہنے نہ کہنے کے متعلق علماء کے دو قول نقل کئے ہیں ان میں سے گو اصح یہی ہے کہ یہ جائز ہے کیونکہ واجب دونوں ہی چیزیں ہیں امر بالبر بھی اور عمل بالبر بھی تو اگر کوئی شخص ان میں سے ایک کا تارک ہے تو دوسرے کا بھی کیوں تارک ہو جائے بلکہ اس کو تو چاہئے کہ جس چیز کا تارک ہے اس کو بھی عمل میں لائے۔ چنانچہ حضرت ابوالدرداءؓ کا قول نقل کیا ہے کہ جب تک انسان اپنے نفس پر اس سے بڑھ کر غصہ نہیں کرے گا جتنا کہ وہ دوسروں پر کرتا ہے اس وقت تک وہ کامل فقیہ نہیں ہوسکتا۔

لیکن دوسرا مذہب جو نقل کیا ہے اس سے اتنا تو معلوم ہوا کہ بہت سے علماء اس طرف بھی گئے ہیں اور گو ان کا قول ضعیف سہی تاہم قرآن وحدیث میں قول وفعل کے تخالف اور کہنے اور نہ کرنے کی برائی میں جس قدر وعیدیں آئی ہیں ان کو دیکھنے اور سننے کے بعد تو پھر کسی فاسق کا خود عمل نکرنا اور دوسروں ہی کو کہتے رہنا بڑے ہی جرأت اور جسارت کی بات معلوم ہوتی ہے اور یہ امر اگرچہ شرعاً جائز ہے لیکن ان وعیدوں کے بعد اس پر اقدام کرنا نہایت درجہ قبیح اور مذموم ہے اس کی قباحت اور شناعت میں تو کسی کو کلام ہی نہیں ہے۔

چنانچہ یہی صاحب ابن کثیرؒ یہاں دونوں مذاہب نقل کر کے ایک کو اصح اور دوسرے کو ضعیف کہنے کے بعد اس فعل کی مذمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

(قلت) لکنه والحالة هذه مذموم علی ترک الطاعة وفعله المعصية لعلمه بها ومخالفته علی بصيرة فانه ليس من يعلم کمن لا يعلم ولهذا جاء ت الاحاديث فی الوعيد علی ذلک.

میں کہتا ہوں یہ تو ٹھیک ہے لیکن یہ حالت انتہائی مذموم ہے کہ طاعت ترک کئے ہوئے ہے اور معصیت کا مرتکب ہے جاننے بوجھنے کے باوجود۔ اور مخالفت کر رہا ہے بصیرت پر ہونے کے باوجود (اور یہ قبیح میں اس لئے بڑھا ہوا ہے کہ) جاننے والا نہ

جاننے والے کے برابر نہیں ہے۔ اسی لئے احادیث میں اس پر وعید آئی ہے۔

عالم وواعظ کی بدعملی حدیث شریف کی نظر میں

کما قال الامام ابو القاسم الطبرانی فی معجمه الکبیر بسنده عن جندب بن عبدالله رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم مثل العالم الذی یعلم الناس الخیر ولا یعمل به کمثل السراج یضیئی للناس ویحرق نفسه.

امام ابوالقاسم طبرانیؒ نے معجم کبیر میں اپنی سند کے ساتھ جندب بن عبداللہؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مثال اس عالم کی جو لوگوں کو خیر سکھاوے اور خود اس پر عمل نہ کرے ایسی ہے جیسے چراغ کہ دوسروں کو تو روشنی دیتا ہے اور اپنے کو جلاتا ہے۔

(۲) قال الامام احمد بن حنبل فی مسنده بسنده عن انس بن مالک رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم مررت لیلة اسری بی علی قوم تقرض شفاههم بمقاریض من نار قال قلت من هولاء قالوا خطباء امتک من اهل الدنیا ممن کانوا یامرون الناس بالبر وینسون انفسهم وهم یتلون الکتاب افلا تعقلون.

امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند میں حضرت انس بن مالکؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں شب معراج میں ایک ایسی جماعت کے پاس سے گزرا جن کے ہونٹوں کو آگ کی قینچی سے کاٹا جارہا تھا میں نے کہا یہ کون لوگ ہیں؟ کہا یہ آپ کی امت کے دنیا دار خطیب ہیں جو دوسروں کو نیکیوں کا حکم کرتے تھے اور اپنے آپ کو بھلائے ہوئے تھے حالانکہ وہ لوگ کتاب اللہ کی بھی تلاوت کیا کرتے تھے۔ کیا ان کے اتنی عقل نہ تھی؟

(۳) وقال الامام احمدؒ بسنده عن اسامة قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول یجاء بالرجل یوم القیامة فیلقی فی النار

فتندلق به اقتابه فيد وربها في النار كمايدور الحمار رحاه فيطيف به اهل النار فيقولون يافلان ما اصابک الم تكن تامرنا بالمعروف وتنهانا عن المنكر فيقول كنت آمركم بالمعروف ولا آتيه وانهاكم عن المنكر وآتيه.

حضرت امام احمدؒ اپنی سند کے ساتھ حضرت اسامہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ جس میں اس کی انتڑیاں باہر نکل آئیں گی اور وہ اس کو لے کر جہنم میں اس طرح چکر لگائے گا۔ جیسے گدھا چکی کے گرد چکر لگاتا ہے یہ دیکھ کر سب اہل نار اس کے پاس جمع ہوجائیں گے اور کہیں گے کہ یہ تیرا کیا حال ہے؟ کیا تم ہم کو اچھی باتوں کا حکم اور بری باتوں سے منع نہ کرتے تھے وہ شخص کہے گا کہ ہاں میں تم کو تو معروف کا حکم کرتا تھا اور خود اس کو نہیں کرتا تھا اور منکر سے منع کرتا تھا اور خود اس کو کرتا تھا۔

(۴)عن انسؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله يعافي الاميين يوم القيامة مالا يعافي العلماء

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ناواقفوں کی ایسی باتیں قیامت میں معاف کردے گا کہ ان کو علماء سے نہیں معاف فرمائے گا۔

(۵)وقد وردفي بعض الأثار انهٔ يغفر للجاهل سبعين مرة حتىٰ يغفر للعالم مرة واحدة ليس من يعلم كمن لا يعلم.

بعض آثار میں آیا ہے کہ جاہل کے لئے ستر دفعہ مغفرت کی جائے گی اور عالم کے لئے ایک بار (کیونکہ) جاننے والا اور نہ جاننے والا برابر نہیں ہے۔

وقال تعالى قل هل يستوى الذين يعلمون والذين لايعلمون انما يتذكر اولوالباب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ آپ کہہ دیجئے کہ کیا برابر ہیں وہ لوگ جو جانتے ہیں اور وہ لوگ جو نہیں جانتے ہیں۔ بیشک عقلمند لوگ ہی نصیحت قبول کرتے ہیں۔

(٦) وقال الضحاک عن ابن عباس جاءہ رجل وقال لی ارید ان امر بالمعروف وانھی عن المنکر قال ابلغت ذالک؟ قال ارجو. قال ان لم تخش ان تفتضح بثلث آیات من کتاب اللہ فافعل قال وما ھن قال قولہ تعالیٰ اتأمرون الناس بالبر وتنسون انفسکم احکمت ھذہ قال لا. قال ماالحرف الثانی قال قولہ تعالیٰ لم تقولون مالا تفعلون کبر مقتاً عنداللہ ان تقولو مالا تفعلون احکمت ھذہ قال لا. قال ماالحرف الثالث قال قول العبد الصالح شعیب علیہ السلام وما ارید ان اخالفکم الیٰ ما انھاکم عنہ ان ارید الا الاصلاح احکمت ھذہ قال لا قال فابدا بنفسک.

حضرت ضحاکؒ حضرت ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ ان کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کروں آپ نے فرمایا کہ تم اس درجہ کو پہنچ گئے ہو؟ اس نے کہا امید تو کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اچھا اگر تم کو اس کا خوف نہ ہو کہ تین آیتوں سے رسوا ہو گے تو کرو اس نے کہا وہ تین آیتیں کون سی ہیں؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ تم دوسروں کو نیکی کا حکم کرتے ہو اور اپنے کو بھلا دیتے ہو۔ کیا تم نے اس کو محکم کرلیا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ پوچھا اچھا دوسری آیت کونسی ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ کیوں ایسی بات کہتے ہو جو کرتے نہیں اللہ تعالیٰ کے یہاں یہ بہت برا ہے کہ کہے اور خود نہ کرے۔ کیا تم نے اس کو محکم کرلیا ہے؟ کہا نہیں؟ اور پوچھا کہ اچھا تیسری آیت بتلائیے؟ فرمایا عبد صالح حضرت شعیب علیہ السلام کا یہ کہنا کہ میں تم کو منع کر کے خود اس کام کو نہیں کرنا چاہتا بلکہ حتی الامکان اصلاح کا خواہشمند ہوں۔ کیا تم نے اس کو محکم کرلیا ہے؟ میں نے کہا نہیں فرمایا تو پھر پہلے اپنے نفس سے شروع کرو۔

(۷)عن ابن عمرؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من دعا الناس الی قول او عمل ولم یعمل هو به لم یزل فی ظل سخط اللّٰه حتی یکف او یعمل ماقال او دعا الیه.

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص لوگوں کو کسی قول یا عمل کی جانب بلاوے اور خود اس پر عمل نہ کرے تو وہ برابر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں رہتا ہے یہاں تک کہ یا تو کہنے سے باز آجائے یا جو کچھ کہہ رہا ہے اور جس کی جانب بلا رہا ہے خود بھی اس پر عمل کرے۔

(۸)وقال ابراهیم النخعیؒ انی لاکره القصص لثلث آیات قوله تعالیٰ اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وقوله یا ایها الذین اٰمنوا لم تقولون مالا تفعلون وقوله اخباراً عن شعیب علیه السلام وما ارید ان اخالفکم الیٰ ما انهاکم عنه ان ارید الاالاصلاح مااستطعت وما توفیقی الا بالله علیه توکلت والیه انیب.

حضرت ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ میں وعظ کہنے کو تین آیتوں کی بناء پر مکروہ سمجھتا ہوں ایک تو اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ تم دوسروں کو تو نیکی کا حکم کرتے ہو اور اپنے کو بھول جاتے ہو (دوسرے) اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ اے ایمان والو! زبان سے کیوں وہ بات نکالتے ہو جس کو کرتے نہیں اللہ کے نزدیک بہت برا ہے کہ تم ایسی بات کہو جو کرو نہیں۔ (اور تیسرے) اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد جو شعیب علیہ السلام کے قول کو نقل فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ تم کو تو منع کروں اور خود وہی کام کروں بلکہ میں تو حتی المقدور اصلاح کرنا چاہتا ہوں باقی میری ساری توفیق اللہ ہی کی ذات سے وابستہ ہے اور اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور اسی کی جانب رجوع ہوتا ہوں۔ (من ابن کثیر ملخصاً ج۱ ص۸۶)

صاحب الترغیب والترہیب نے ایک باب قائم فرمایا ہے کہ اَلتَّرْهِیْبُ مِنْ اَنْ یَّعْلَمَ وَلَا یَعْمَلَ بِعِلْمِهٖ وَیَقُوْلَ وَلَا یَفْعَلَهٗ. (اس بات سے تحذیر وتخویف کہ آدمی جانے اور اس

کے مطابق عمل نہ کرے دوسرے سے ایک بات کہے اور خود اس پر عمل نہ کرے) اور اس کے تحت بہت سی روایتیں نقل کی ہیں جس میں سے ہم بعض روایتیں یہاں درج کرتے ہیں۔ وہو ھذا۔

(۹)عن زيد بن ارقم رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقول اللّٰهم انى اعوذبک من علم لا ينفع ومن قلب لايخشع ومن نفس لا تشبع ومن دعوة لا يستجاب لها.

(رواہ مسلم والترمذی)

حضرت زید بن ارقمؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اس علم سے جو نفع نہ دے اور اس قلب سے جس میں خشوع نہ ہو اور اس نفس سے جو سیر نہ ہو اور اس دعاء سے جو مقبول نہ ہو۔

(۱۰) وروى عن انس بن مالک رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال الزبانية اسرع الىٰ فسقة القراء منهم الىٰ عبدة الاوثان فيقولون يبدأبنا قبل عبدة الاوثان فيقال لهم ليس من يعلم كمن لايعلم (رواه الطبرانى)

حضرت انس بن مالکؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ زبانیہ بت پرستوں سے پہلے فاسق علماء کی جانب سبقت کریں گے (عذاب کے لئے) پس وہ لوگ کہیں گے کہ بت پرستوں سے پہلے ہمیں سے شروع کیا جارہا ہے اس پر ان سے کہا جائے گا کہ جاننے والے اور نہ جاننے والے دونوں برابر نہیں ہیں۔

(۱۱)عن علي بن ابى طالب رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انى لاَ أتخَوف على امتى مومنا ولا مشركافا ما المومن فيحجزه ايمانه واما المشرک فيقمه كفرهٗ ولكِن اتخوف عليكم منافقا عالم اللسان يقول ما تعرفون ويعمل ما تنكرون.

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اپنی امت پر کسی مومن یا مشرک کا خوف نہیں ہے اس لئے کہ مومن کو تو اس کا ایمان (برائی سے) روک دے گا اور رہا مشرک تو اس کا کفر ہی اس کا قلع قمع کردے گا لیکن میں تمہارے اوپر اس منافق کا اندیشہ کرتا ہوں جس کی زبان عالم ہو (یعنی) زبان سے ایسی باتیں کہے جس کو تم اچھا سمجھتے ہو اور عمل ایسا کرے جس کو تم برا سمجھتے ہو (افسوس آج ہمارا یہی حال ہے)

(۱۲) عن عمران بن حصینؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان اخوف ما اخاف علیکم بعدی کل منافق علیم اللسان.

حضرت عمران بن حصینؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اپنے بعد تمہارے اوپر سب سے بڑھ کر خوف اس منافق کا ہے جو علیم اللسان ہو۔ (یعنی علم صرف اس کی زبان پر ہو)

(۱۳) وعن انس بن مالکؓ رضی الله عنه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انهٔ قال ان الرجل لایکون مومنا حتیٰ یکون قلبه مع لسانه سواء ویکون لسانه مع قلبه سواء ولایخالف قوله عمله ویامن جارهٗ بوائقه. (رواه الاصبهانی)

حضرت انس بن مالکؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ کوئی انسان مومن نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ اس کا قلب اس کی زبان کے ساتھ مساوی ہو اور اس کی زبان اس کے قلب کے ساتھ یکساں ہو اور اس کا عمل اس کے قول کے خلاف نہ ہو اور اس کے پڑوسی اس کی ایذاؤں سے مامون رہیں۔

(۱۴) عن منصور بن زاذان قال نبئت ان بعض مایلقیٰ فی النار تتاذی اهل النار بریحه فیقال له ویلک ماکنت تعمل ما یکفینا ما نحن فیه من شر حتی ابتلینا بک وبنتن ریحک فیقول کنت عالما فلم انتفع

بعلمی۔ (رواہ احمد)

منصور بن زاذان کہتے ہیں کہ مجھے خبر ملی ہے کہ بعض وہ لوگ جو جہنم میں ڈالے جائیں گے اہل دوزخ کو ان کی بدبو سے بہت ایذاء ہوگی پس اس شخص سے کہا جائے گا کہ تجھ پر ہلاکت ہو تو کیا کام کرتا تھا ہم لوگوں کے لئے یہی ایک مصیبت جس میں ہم مبتلا ہیں کیا کم تھی کہ اب ہم تیری وجہ سے اور تیری بدبو کی وجہ سے اور بھی مصیبت میں پڑے (اس کے جواب میں) وہ کہے گا کہ میں عالم تھا لیکن اپنے علم سے منتفع نہیں ہوا تھا۔

اللہ تعالیٰ ان مضامین کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

☆☆☆